توضیح منشور

شرح اردو

مأة عامل منظوم

تصنیف
علامہ الحاج نذیر احمد مہروی مدظلہ
بانی و مہتمم دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان

ناشران
مکتبہ مہریہ
دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان
0301-7547507
مکتبہ حسان بن ثابت
سوئی گیس روڈ چوک پی سی ملتان
0333-6138350

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

درس نظامی کرنے والے طلبہ وطالبات کے لیے مفید لنکس

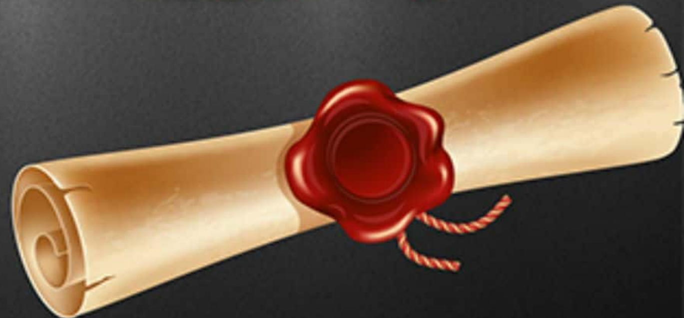
درس نظامی کتب وشروحات ویب سائٹ
Ghousia Mehria.Com

تنظیم المدارس اپڈیٹس
Ghousia Mehria Multan

فیس بک پیج
Ghousia Mehria Multan

وٹس ایپ
حافظ محمد حسنین اسدی 03015879123





Dars e Nizami Tanzeem ul Madaris

بہرِ مشتاقانِ علمِ نحو ایں شرح مائۃ　　مونس و محبوب ہے دمساز آمدہ مثل حبیب

تنظیم المدارس کے درجہ عامہ سال اول کے پرچہ نحو میں یقینی کامیابی حاصل کرنے کیلئے نہایت اہم کتاب

توضیح منشور

شرح اردو

مائۃ عامل منظوم

ترجمہ　تشریح اشعار　حل الترکیب

تصنیف:۔ استاذ العلماء حضرت علامہ الحاج حافظ نذیر احمد مدظلہ

بانی و مہتمم دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان و سرپرست اعلیٰ جامعہ سعیدیہ حسان بن ثابت

ناشران　مکتبہ مہریہ دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان

مکتبہ حسان بن ثابت جامعہ سعیدیہ حسان بن ثابت بی سی جی چوک ملتان

0333-6138350　0314-3121251

Ghousia Mehria Multan

نام کتاب-------------------------توضیح منثور

تصنیف---------------------------- استاذ العلماء

علامہ حاجی نذیر احمد مدظلہ

پروف ریڈنگ ----------------------علامہ قاری ربنواز

سعیدی

کمپوزنگ -------------------------محمد اختر محمود

0341-9700123

صفحات-----------------------------32

سن طباعت -----------------------1437ھ بمطابق

2015ء

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ مہریہ دارالعلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان

☆ مکتبہ حسان بن ثابت جامعہ سعیدیہ حسان بن ثابت بی سی جی چوک ملتان

☆ مکتبہ غوثیہ جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان

☆ مکتبہ غوثیہ مہریہ مدرسہ غوثیہ مہریہ مدینۃ العلوم ممتاز آباد ملتان

☆ مکتبہ محمدیہ سیفیہ جامعہ محمدیہ محمد پور روڈ ساہیوال 0301-6932484

☆ مکتبہ مہریہ کاظمیہ متصل انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان

☆ مکتبہ ضیاء الاسلام فدا شہید روڈ نزد پل شوالہ ملتان

{بنظرِ عنایت}

مظہر غزالی زماں رازی دوراں سراج السالکین شمس العارفین پیر طریقت

حضرت علامہ **سید مظہر سعید شاہ** صاحب کاظمی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ انوار العلوم ملتان وامیر جماعت اہلسنت پاکستان

☆ مکتبہ ضیاء السنہ اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

☆ مکتبہ حاجی نیاز احمد بوہڑ گیٹ ملتان

عرض ناشر

حامداً ومصلیاً ومسلماً: امابعد!

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے درجہ عامہ سال اول کے نصاب میں شامل فن نحو کی عمدہ کتاب مائۃ عامل منظوم کی آسان اور عام فہم شرح توضیح منثور آپ کے ہاتھ میں ہے اس شرح میں مصنف دامت برکاتہم العالیہ نے مبتدی طلباء کا لحاظ کرتے ہوئے آسان پیرایہ میں مائۃ عامل کے اشعار کا حل پیش کیا ہے راقم اپنے شفیق ومہربان استاذ العلماء حضرت علامہ حافظ حاجی نذیر احمد مَدَّ ظِلُّہٗ العالی کا شکرگذار ہے جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود مائۃ عامل کی شرح لکھ کر میری دیرینہ خواہش کو پورا فرمایا، باری تعالیٰ آپ کی کوشش کو قبول فرما کر اس شرح کو مقبول عام کا درجہ عطا فرمائے۔ اس کتاب کو شیخ محمد عمران وحافظ محمد کامران اور شیخ عبدالرحمن نے اپنے والد گرامی شیخ حاجی نظام الدین (مرحوم) کے ایصال ثواب کیلئے طبع کرایا ہے لہٰذا اس کتاب سے استفادہ کرنے والوں سے اپیل ہے کہ مرحوم کی بلندیٔ درجات کی دعا فرمائیں، ہم بھی مرحوم کیلئے دعا گو ہیں۔

طالب دعا

قاری محمد رب نواز سعیدی

مہتمم جامعہ سعیدیہ حسان بن ثابت

نزد بی سی جی چوک پیر بخاری کالونی ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب مائۃ عامل منظوم

نام ناظم ملا خسرو دھلوی رحمۃ اللہ علیہ

مائۃ کا معنی:۔ لفظ مائۃ کا معنی ہے سو (۱۰۰) یہ اصل میں مِئَیٌ تھا یاء متحرک ما قبل مفتوح الف ہوگئی اور الف بوجہ اجتماع ساکنین با تنوین گر گیا اور الف کے عوض آخر میں تاء آنے سے مِئۃ ہوا پھر رسم الخط میں میم کے بعد الف بڑھا دیا گیا تا کہ مِنۃ سے اس کا التباس نہ ہو تو مائۃ لکھا جانے لگا اور نقطوں سے فرق کا اعتبار نہیں کیا گیا کیونکہ کبھی نقطے نہیں لگائے جاتے۔

عامل کے لغوی معنی:۔ لغت میں عامل کام کرنے والے کو کہتے ہیں۔

عامل کی تعریف:۔ اَلْعَامِلُ مَابِہٖ رَفْعٌ وَ نَصْبٌ وَ جَرٌّ اَوْ جَزْمٌ

عامل وہ ہے جس کی وجہ سے معرب کے آخر میں رفع، نصب، جر یا جزم ہو۔

منظوم کے معنی ہیں پروئے ہوئے یعنی بصورت نظم و شعر جمع کیے ہوئے۔

بعد تحمیدِ خداوند و درودِ مصطفی نعتِ آل پاک پیغمبر رسول مجتبیٰ

قولہ بعد تحمید خداوند:۔ ایک نسخہ میں توحید خداوند ہے یہ نسخہ فی نفسہ اگرچہ صحیح ہے لیکن مقام چونکہ مقام حمد ہے اس لیے پہلا نسخہ راجح ہے، مصنف نے بعد از حمدِ خداوند نہیں کہا بلکہ تحمید کہا اس لیے کہ باب تفعیل میں مبالغہ ہوتا ہے تو تحمید میں مبالغہ فی الحمد ہے۔ خداوند بمعنی مالک و صاحب ہے جو لفظ خدا اور لفظ وند سے مرکب ہے اور لفظِ خدا بھی خود اور آ صیغہ امر از آمدن سے مرکب ہے بمعنی خود آئندہ یعنی جو کہ اپنی ہستی میں کسی کا محتاج نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر درود اور رسول مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی تعریف کے بعد۔

ہست مدحِ خسرو غازی معین الدین حسین حامئ دیں آفتاب معدلت ظلِّ خدا

بر خلائق واجب و بر بندہ باشد فرض عین
چوں دعائے شاہزادہ سال و مہ صبح و مسا

قولہ ہست:۔ یہ فعل ناقص ہے اور مدح اس کا اسم ہے اور بیت لاحق میں لفظ واجب فعل ناقص کی خبر ہے۔ لفظ خسرو خاء کے ضمہ اور کسرہ سے روا ہے لیکن کسرہ اولیٰ و بہتر ہے اس لیے کہ اسکا معرّب لفظ کسریٰ بکسر اول ہے یہ فارس کے بادشاہوں کا لقب ہے۔ سال، صبح و مسا بمعنی ہمیشہ ہے۔

قولہ معدلت:۔ مصدر میمی بمعنی عدل و انصاف ہے یعنی خسرو و غازی معین الدین حسین جو اہل دین کے معاون عدل و انصاف کے آفتاب اور مخلوق کیلئے سایہ خدا کے مثل ہیں، انکی تعریف مخلوق پر واجب اور اس بندہ پر فرض ہے۔ مثل دعا شاہزادہ کے ہمیشہ

نصرت و فتح و ظفر اقبال و جاہ و سلطنت
باد باقی ہر دو را تا ہست امکانِ بقا

نصرت بمعنی مدد، فتح مشکل کام کو کھولنا، آسان کرنا۔ ظفر بمعنی دشمن پر غلبہ حاصل کرنا۔ اقبال بمعنی بخت و دولت۔ جاہ بمعنی مرتبہ یعنی مدد اور فتح اور غلبہ اور بخت و دولت انکی باقی رہے جب تک دنیا باقی ہے۔

بَیَانُ عَوَامِلِ النَّحْوِ وَاَنْوَاعِہَا:۔

عامل اندر نحو صد باشد چنیں فرمودہ اند
شیخ عبد القاہر جرجانی پیرِ ھُدا

یعنی بقول شیخ عبدالقاہر جرجانی علم نحو میں عامل سو ہیں۔

نحو کی تعریف:۔ نحو وہ علم ہے جس کے ذریعے اسم، فعل اور حرف کے آخر کی اعرابی و بنائی حالت معلوم ہو۔ نیز کلمات کو ایک دوسرے سے ملانے کا طریقہ بھی معلوم ہو۔

شیخ کے لغوی معنی:۔ لغت میں شیخ پیر اور بوڑھے کو کہتے ہیں۔

شیخ کے عرفی معنی:۔ عرف میں شیخ ماہر فن کو کہتے ہیں۔

شیخ کے اصطلاحی معنی:۔ اصطلاح شریعت میں شیخ وہ ہے جو سنت کو زندہ کرے بدعت کو مٹائے اور اس کے افعال اور اقوال لوگوں کیلئے حجت ہوں۔

جرجانی:۔ جُرجَان گرگان کا معرب ہے یعنی فارسی سے عربی بنایا ہوا ہے چونکہ شیخ گرگان کے باشندے تھے اس لیے گرگان کی جانب نسبت کر کے اہل عرب اس کو جرجانی کہتے ہیں کیونکہ اہل عرب گاف کو جیم سے بدل دیتے ہیں شیخ چونکہ عظیم نحوی تھے اس لیے ناظم نے ان کو پیرِ ھدیٰ کا لقب دیا ہے۔

معنوی از وی دو باشد جملہ دیگر لفظیند
باز لفظی شد سَماعی و قیاسی اے فتا

ان میں سے دو عامل معنوی ہیں اور باقی تمام لفظی ہیں، پھر لفظی دو قسم پر ہیں سماعی اور قیاسی۔

سوال:۔ معنوی کونسا صیغہ ہے؟

جواب:۔ معنوی اسم منسوب ہے یہ لفظ معنی کے آخر میں یائے نسبت لاحق کرنے سے بنا ہے چونکہ یاء ماقبل کا کسرہ چاہتی ہے اور معنی کے آخر میں الفے ہے جو حرکت کو قبول نہیں کرتا لہٰذا الفے کو واؤ کیا تو مَعْنَوِی ہوا، اسی طرح لفظی بھی اسم منسوب ہے اور سماعی اور قیاسی بھی۔

عامل معنوی کی تعریف:۔ عامل معنوی وہ ہے کہ جس کا تلفظ نہ کر سکیں مثلاً زیدٌ قائمٌ میں معنی ابتدا یعنی زید کا عامل لفظی سے خالی ہونا زید کا عامل رافع ہے لیکن یہ خالی ہونا ملفوظ نہیں بلکہ صرف زیدٌ عالمٌ کا تلفظ کیا جاتا ہے۔

عامل لفظی کی تعریف:۔ عامل لفظی اس کو کہتے ہیں جس کا زبان سے تلفظ ہو سکے یا اس پر دلالت کرنے والے کا تلفظ ہو سکے جیسے اَنْ ناصبہ کبھی تو خود اس کا تلفظ کرتے ہیں جیسے اُرِیْدُ اَنْ تَضْرِبَ میں اور کبھی اس پر دلالت کرنے والے کا تلفظ کرتے ہیں جیسے حَتّٰی تَتَبِعَ میں اَنْ ناصبہ پر دلالت کرنے والے کلمہ حَتّٰی کا تلفظ کیا جاتا ہے لہٰذا اَنْ عامل لفظی ہے۔

زاں نود یک داں سماعی ہفت دیگر بر قیاس آں سماعی سیزدہ نوع است بے روٗ ریا

ان میں سے اکانوے سماعی ہیں اور سات دوسرے قیاسی وہ سماعی بلاشبہ تیرہ قسم ہیں۔

عامل سماعی کی تعریف:۔ عامل سماعی وہ ہے جس کا قاعدہ کلیہ بیان نہ ہو سکے اور اس کی مثالوں کو گننے کی ضرورت ہو جیسے سترہ (۱۷) حروف جارہ اور چھ حروف مشبہ بالفعل وغیرہ۔ چونکہ ان کا عمل اہل عرب سے سننے پر موقوف ہے لہٰذا یہ عوامل سماعی کہلائے۔

عامل قیاسی کی تعریف:۔ عامل قیاسی وہ ہے کہ جس کا قاعدہ کلیہ بیان کیا جائے اور اس کی مثالیں شمار نہ کی جا سکیں مثلاً ہر فعل فاعل کو رفع دے گا یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے لیکن اس کی مثالیں شمار نہیں کی جا سکتیں۔ سمجھانے کیلئے ضرب زید یا جاء زید کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

فائدہ:۔ اسم تفضیل اور افعال تعجب شیخ کے نزدیک عامل نہیں ہیں اس لیے ان کو عوامل سماعیہ یا قیاسیہ کی کسی قسم میں ذکر نہیں کیا اور جن حضرات کے نزدیک یہ عامل ہیں ان کے نزدیک عوامل قیاسیہ کی تعداد سات سے زائد ہے۔

النوع الاول

لفظ نوع بمعنی قسم ہے اور اول بمعنی سابق ہے جو آخر کی ضد ہے، یعنی پہلی قسم۔

نوع اول ہفدہ حرف جُر بود میداں یقیں — کاندریں یک بیت آمد جملہ بیچون و چرا

قسم اول سترہ حرف جر ہیں یقین رکھو، وہ تمام بلا شبہ اس بیت میں آ گئے ہیں۔

باوَ تاوَ کاف ولام و واوَ مُنْذُ و مُذْ خَلَا — رُبَّ حَاشَا مِنْ عَدَا فِی عَنْ عَلٰی حَتّٰی اِلٰی

حروف جارہ کی تعداد:۔ شیخ کے نزدیک حروف جارہ کل سترہ ہیں اور بعض نے انکی تعداد تیرہ بتائی ہے وجہ اختلاف یہ ہے کہ شیخ نے ملحقات کو شمار کیا ہے اور دوسرے حضرات نے ملحقات کو شمار نہیں کیا یعنی حروف جارہ اصل تو تیرہ ہیں باقی ملحقات ہیں اور علامہ عبدالرسول نے سترہ پر دیگر چار حروف کا اضافہ کیا ہے (۱) کَیْمَہ میں کلمہ کَیْ جس کا مجرور ما استفہامیہ ہوتا ہے لیکن ما کے الف کو حذف کر کے اس کی جگہ ھا لکھتے ہیں یعنی کَیْمَہْ۔ (۲) لَاتَ بھی حرف جر ہے عیسٰی کے نزدیک اور اسکے معنی مابعد کی نفی ہوتے ہیں لا کی مثل اور اس کا مضاف الیہ زمان ہوتا ہے جیسے لات حین مناص چھوٹنے کا وقت نہیں تھا (۳) جب کلمہ لولا سے ضمیر متصل ہو تو سیبویہ کے نزدیک وہ جارہ ہوتا ہے جیسے لولا کما۔ (۴) لغت عقیل میں لَعَلَّ حرف جر ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے: لَعَلَّ اَبِیْ الْمِغْوَارِ مِنْکَ قَرِیْبٌ

حروف جارہ کی وجہ تسمیہ:۔ ان سترہ حروف کو حروف جارہ اس لیے کہتے ہیں کہ جر کے معنی ہیں کھینچنا اور یہ حروف بھی فعل یا شبہ فعل کو اپنے مدخول کی طرف کھینچتے ہیں یا یہ حروف اپنے مدخول کو جر دیتے ہیں اس لیے انکو حروف جر کہتے ہیں اور انکو حروف اضافت بھی کہتے ہیں کہ بوقت اضافت انمیں سے کچھ حروف مقدر ہوتے ہیں کہیں کلمہ مِنْ مقدر ہوتا ہے کہیں کلمہ فِیْ کہیں لام اس مناسبت سے تمام کا نام حروف اضافت رکھ دیا گیا۔

باء کی مثال:۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ میں اللہ پر ایمان لایا اٰمَنْتُ فعل با فاعل با جار اسم جلالت مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل اٰمَنْتُ کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فاعل و مفعول کی تعریف:۔ جو کرے اک کام فاعل اسکو جان — فعل واقع جس پہ ہو مفعول مان

جملہ فعلیہ کی تعریف:۔

جملہ فعلیہ ترکیبش ز فعل و فاعل ست — جز و اول فعل و فاعل جز و ثانی شد ورا

جملہ فعلیہ فعل اور فاعل سے بنتا ہے اور اس کا پہلا جز فعل اور دوسرا جز فاعل ہوتا ہے یعنی جملہ فعلیہ وہ ہے جس کا پہلا جز فعل ہو۔ جیسے ضَرَبَ سعیدٌ سعید نے مارا۔

فائدہ:۔ جار مجرور کو ظرف مجازی کہتے ہیں جس کیلئے متعلَّق ضروری ہے خواہ وہ فعل ہو یا شبہ فعل یا معنی فعل شرح مائۃ عامل عبدالرسول میں ہے:

از پئے ہر جارہ متعلق ضرورست وضرور　　خواہ باشد فعل یا باشد مشابہ فعل را

فعل کی مثال انعمت علیھم ہے کہ جار مجرور اَنۡعَمۡتَ کے متعلق ہے اور شبہ فعل کی مثال غیر المغضوب علیھم ہے کہ جار مجرور مغضوب کے متعلق ہے جو شبہ فعل یعنی اسم مفعول ہے۔

یا کہ تاویلش بشبہ فعل راجع میشود　　یا مُشیِر ست آں سُو معنی فعل بے خطا

مؤول بشبہ فعل کی مثال ارشاد باری تعالیٰ وَھُوَ الَّذِیۡ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ میں فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ کے متعلق ہے جو معبود کی تاویل میں ہے اور وہ شبہ فعل ہے اور معنی فعل کی مثال مَا لِزَیۡدٍ فِی الدَّارِ ہے اَیۡ مَا یَصۡنَعُ زَیۡدٌ فِی الدَّارِ زید گھر میں کیا کرتا ہے۔

تنبیہ:۔ ظرف کی دو قسم ہے لغو اور مستقر

ظرف لغو کی تعریف:۔ ظرف لغو اس جار مجرور کو کہتے ہیں جس کا متعلَّق فعل یا شبہ فعل ملفوظ ہو جیسے اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ میں جار مجرور کا متعلق فعل اٰمَنۡتُ ملفوظ ہے۔

وجہ تسمیہ:۔ جار مجرور کی اس قسم کو ظرف لغو اس لیے کہتے ہیں کہ لغو کے معنی ہیں محروم ہونا اور یہ ظرف بھی اپنے متعلق کی جگہ قرار پکڑنے سے محروم ہوتی ہے کیونکہ اس کا متعلق وعامل ماقبل میں موجود ہوتا ہے لہٰذا ظرف اس کی جگہ نہیں لے سکتی۔

ظرف مستقر کی تعریف:۔ ظرف مستقر اس جار مجرور کو کہتے ہیں جس کا متعلق مقدر ہو جیسے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ میں جار مجرور کا متعلق وعامل ثَابِتٌ مقدر ہے یا ثَبَتَ۔

وجہ تسمیہ:۔ یہ ظرف چونکہ عامل کی جگہ قرار پکڑے ہوئے ہوتی ہے کیونکہ عامل محذوف ہوتا ہے اس لیے اس کو ظرف مستقر کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ بصریین کے نزدیک ظرف مستقر کا متعلق فعل مقدر ہوتا ہے اور کوفیین کے نزدیک شبہ فعل اور اکثر یہ متعلق محذوف افعال عموم سے ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں:

افعال عموم چہار اند نزد ارباب عقول　　کون ست وثبوت ست وو جود ست وحصول

یہ چار مشہور ہیں اور درج ذیل چار افعال بھی افعال عموم کہلاتے ہیں لیکن مشہور نہیں، اول تَلَبُّس دوم لُصُوۡق سوم لُسُوۡق چہارم لُذُوۡق ان چاروں کا معنی ہے "ملنا"۔

وجہ تسمیہ:۔ انکو افعال عموم اس لیے کہتے ہیں کہ کوئی فعل ان سے خالی نہیں ہوتا مثلاً ضَرَبَ

میں یہ چاروں موجود ہیں یعنی ضَرُب میں ہونا ہے، ثبوت ہے، موجود ہونا ہے اور پایا جانا ہے۔

تا کی مثال:۔ تَاللّٰہِ لَاَ کِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ اللہ کی قسم میں تمہارے بتوں سے ضرور چال چلوں گا یعنی کوئی خفیہ تدبیر کروں گا۔

ترکیب:۔ تا قسمیہ جار اسم جلالت مقسم بہ یعنی جس کی قسم کھائی گئی مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر فعل محذوف اُقْسِمُ کے متعلق ہوا اُقْسِمُ صیغہ واحد متکلم مضارع معروف آنَا ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم لام تاکید اَکِیْدَنَّ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم مؤکد بانون ثقیلہ آنَا ضمیر مستتر فاعل اَصْنَامَ مضاف کُمْ ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جواب قسم۔

تنبیہ:۔ بعض کتابوں میں قسم اور جواب قسم کو ملا کر جملہ قسمیہ قرار دیا گیا ہے علامہ میر ٹھی رحمۃ اللہ علیہ شرح نحو میر میں بحوالہ تکملہ لکھتے ہیں کہ یہ غلط ہے اس لیے کہ نحوی قسم اور جواب قسم کو ملا کر ایک جملہ قرار نہیں دیتے۔

کاف کی مثال:۔ زَیْدٌ کَالْاَسَدِ زید شیر کی مانند ہے۔

ترکیب:۔ زید مبتدا کاف مثلیہ جار اَلْاَسَدِ مجرور، جار مجرور کَائِنٌ مقدر کے متعلق ہوئے کائن اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

شبہ جملہ کی تعریف:۔ اسم فاعل، اسم تفضیل، صفت مشبہ، اسم منسوب، صیغہ مبالغہ فاعل سے مل کر اور اسم مفعول نائب فاعل سے مل کر شبہ جملہ بنتا ہے اور ہمیشہ جملہ کا جز بنتا ہے جیسے کَائِنٌ کَالْاَسَدِ جملہ کا جز ہے ای زَیْدٌ کَائِنٌ کَالاَسَدِ

جملہ اسمیہ کی تعریف:۔:

جز و اول اسم گر باشد بداں اسمیہ است جز و اول مبتدا ثانی خبر شد غالبا

یعنی جملہ اسمیہ وہ ہے جس کی جز و اول اسم ہو غالباً جز و اول مبتدا اور جز و ثانی خبر ہوتی ہے اور کبھی جز و اول خبر مقدم ہوتی ہے۔

فائدہ:۔ کاف مثلیہ وہ ہے جس کے مجرور کے ساتھ متکلم نے کسی چیز کو تشبیہ دی ہو واضح رہے کہ تشبیہ میں پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے جو درج ذیل ہیں۔

(۱) مُشَبِّہْ یعنی تشبیہ دینے والا، گذشتہ مثال میں متکلم تشبیہ دینے والا ہے۔ (۲) مُشَبَّہْ جس کو دوسری چیز سے تشبیہ دی گئی ہے جیسے گذشتہ مثال میں زید جس کو شیر سے تشبیہ دی گئی ہے وہ مُشَبَّہْ ہے۔

(۳) مُشَبَّہ بِہٖ جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یہ حرف تشبیہ کا مجرور ہوتا ہے جیسے مثال مذکور میں لفظ اَسَدٌ۔
(۴) وجہ تشبیہ یعنی وہ امر خاص جس میں تشبیہ دی گئی ہے جیسے شجاعت۔ یعنی زید بہادری میں شیر کی مثل ہے۔ (۵) آلۂ تشبیہ اور وہ مثال مذکور میں کاف ہے۔

لام کی مثال:۔ الحمدللہ۔ الحمد مبتدا لام جار اسم جلالت مجرور، جار مجرور ثابت کے متعلق ہو کر خبر، مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ:۔ لام جارہ اسم ظاہر کے ساتھ مکسور ہوتا ہے جیسے لزید اور اسم ضمیر کے ساتھ علاوہ ضمیر واحد متکلم کے مفتوح ہوتا ہے جیسے لَہٗ لکَ اور ضمیر واحد متکلم کے ساتھ مکسور ہوتا ہے جیسے لِیْ۔

واؤ کی مثال:۔ وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زیداً واؤ قسمیہ جار اسم جلالت مجرور، جار مجرور اُقْسِمُ مقدر کے متعلق ہو کر قسم، لام تاکید اَضْرِبَنَّ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع با نون تاکید ثقیلہ انا مستتر فاعل زیداً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ خبریہ ہو کر جوابِ قسم۔

فائدہ:۔ کبھی جار مجرور کا متعلق کوئی فعل خاص بمقتضائے مقام محذوف ہوتا ہے جیسے حرف قسم کیلئے اُقْسِمُ اور بسم اللہ کیلئے اَبْتَدِئُ یا اَشْرَعُ ورنہ افعال عموم میں سے کوئی فعل مقدر کیا جاتا ہے۔

مُذْ اور مُنْذُ کی مثال:۔ مَارَأَیْتُہٗ مُذْ یومِ الجمعۃِ اَوْ مُنْذُ یَوْمِ الْجُمعۃِ میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا۔ ما نافیہ رَاَیْتُ فعل با فاعل ہٗ ضمیر منصوب مفعول بہ مُذْ جار یوم مضاف الجمعۃ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ، اَوْ حرف عطف منذ جار یوم مضاف، الجمعۃ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار مجرور ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

خَلَا اور عَدَا کی مثال:۔ جَاءَنِیْ الْقَوْمُ خَلَا زَیْدٍ وَعَدَا زَیْدٍ میرے پاس زید کے سوا قوم آئی یعنی خلا اور عدا بمعنی سوا ہیں۔ جَاءَ فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ القوم فاعل خلا حرف جار زید مجرور، جار مجرور معطوف علیہ واؤ حرف عطف عَدَا حرف جار زید مجرور، جار مجرور معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق ہوئے فعل کے، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ:۔ خَلَا اور عَدَا، اِلَّا کے معنی میں بھی ہوتے ہیں اس لیے بعض حضرات نے کہا کہ یہ فعل یا شبہ فعل کے متعلق نہیں ہونگے جس طرح کہ کلمہ اِلَّا کسی کے متعلق نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ حرف جر اپنے متعلَق کو مجرور سے ملانے کیلئے ہے جبکہ خلا و عدا متعلق کو مجرور سے دور کرنے

کیلئے آتے ہیں لہٰذا یہ متعلق نہیں ہونگے۔

رُبَّ کی مثال:۔ رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ لَقِیْتُہٗ، رُبَّ حرف جار رجلٍ موصوف کریمٍ صفت موصوف وصفت مل کر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا لَقِیْتُ فعل مؤخر کے لَقِیْتُ فعل با فاعل، ہٗ ضمیر منصوب مفعول بہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ:۔ کلمہ رُبَّ کی وضع تقلیل کیلئے ہے لیکن اس کا استعمال تکثیر میں اس قدر کثیر ہے کہ تکثیر ہی اس کے حقیقی معنی ہو گئے ہیں علامہ جامی فرماتے ہیں:

وضع رُبَّ از برائے تقلیل ست استعمال او بر خلاف وضع در تکثیر باشد دائما

یعنی کلمہ رُبَّ کی وضع تقلیل کیلئے ہے لیکن اس کا استعمال خلاف وضع تکثیر میں اتنا زیادہ ہے کہ ہمیشہ اس کے معنی تکثیر کے ہوتے ہیں اس لیے گذشتہ مثال کے معنی ہیں میں نے بہت سے کریم شخصوں سے ملاقات کی۔

مِنْ کی مثال:۔ خَرَجَ زَیْدٌ مِنَ الْمَسْجِدِ زید مسجد سے نکلا خَرَجَ فعل زَیْدٌ فاعل من المسجد جار مجرور خَرَجَ کے متعلق ہوا، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فِیْ کی مثال:۔ زید فی الدار، زید گھر میں ہے، زید مبتدا فی الدار جار مجرور کائن کے متعلق ہو کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

عَنْ کی مثال:۔ عَفَا اللہُ عَنْکَ، اللہ تجھے معاف کرے، عَفَا فعل لفظ اللہ فاعل، عن حرف جار کاف ضمیر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا عَفَا کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ دعائیہ ہوا۔

عَلٰی کی مثال:۔ زَیْدٌ عَلَی السَّطْحِ زید چھت پر ہے۔ زید مبتدا اور علی السطح جار مجرور کائن کے متعلق ہو کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ:۔ عَلٰی کبھی اسم بمعنی فوق ہوتا ہے، علی اسمیہ کی علامت یہ ہے کہ اس پر حرف جر داخل ہوتا ہے جیسے زید سَقَطَ مِنْ عَلَی الْجِدَارِ زید دیوار کے اوپر سے گر گیا اور کبھی فعل ہوتا ہے جس کی علامت یہ ہے کہ اس کا الف اپنی شکل وصورت میں لکھا ہوا ہوتا ہے جیسے عَلَا زَیْدٌ، زید بلند ہوا یہ عُلُوّ سے فعل ماضی ہے۔

حَتّٰی کی مثال:۔ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ، ھِیَ مبتدا حتی جار مَطْلَع مضاف الْفَجْرِ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار مجرور کائنۃ کے متعلق ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ:۔ جمہور کے نزدیک حَتّٰی جارہ ضمیر پر داخل نہیں ہوتا یعنی حَتَّاہُ نہیں بولا جاتا لیکن مبرد کے نزدیک حَتّٰی جارہ ضمیر پر داخل ہوتا ہے جیسا کہ شاعر کے قول میں حَتَّاکَ آیا ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک یہ شاذ ہے مگر حتیٰ عاطفہ ضمیر پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ الْقَوْمَ حَتّٰی اِیَّاکَ میں نے قوم کو مارا یہاں تک کہ تجھے

اِلٰی کی مثال:۔ اَتِمُّوْا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ، اَتِمُّوْا جمع مذکر فعل امر حاضر واؤ ضمیر بارز فاعل الصِیَامَ مفعول بہ اِلٰی جار اللیل مجرور، جار مجرور فعل کے متعلق ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

النوع الثانی

اِنَّ بااَنَّ کاَنَّ لَیتَ لٰکِنَّ لَعَلَّ ناصب اسم اند ورافع درخبر ضد ماولا

یعنی اِنَّ ہمراہ اَنَّ کاَنَّ لیتَ لٰکِنَّ اور لَعَلَّ کے یہ اسم کے ناصب ہیں اور خبر کو رفع دینے والے ہیں برعکس ماولا کے۔

عوامل سماعیہ کی تیرہ انواع میں سے دوسری نوع حروف مشبہ بالفعل ہیں جو چھ (۶) ہیں۔

وجہ تسمیہ:۔ یہ حروف لفظ اور معنی کے اعتبار سے چونکہ فعل کے مشابہ ہیں اس لیے ان کو حروف مشبہ بالفعل کہتے ہیں۔

مشابہت لفظی:۔ ان حروف کی فعل کے ساتھ مشابہت لفظی چار طرح کی ہے:

(۱) یہ فعل کی مانند سہ حرفی، چہار حرفی اور پنج حرفی ہیں۔ (۲) یہ فعل کے وزن پر ہیں مثلاً اَنَّ فِرَّ کے وزن پر ہے۔ اَنَّ مَدَّ کے وزن پر ہے کَاَنَّ ضَرَبْنَ کے وزن پر ہے لٰکِنَّ ضَارِبْنَ کے وزن پر ہے اور لَعَلَّ بعض لغات میں لَعَنَّ بروزن ضَرَبْنَ آیا ہے۔ اور لَیْتَ بروزن لَیْسَ ہے۔ (۳) فعل کی مثل ان کے آخر میں نون وقایہ اور یا ضمیر آتی ہے جیسے اِنَّنِی (۴) فعل ماضی کی مثل ان کا آخر مبنی بر فتح ہوتا ہے۔

مشابہت معنوی:۔ فعل کے ساتھ ان حروف کی مشابہت معنوی یہ ہے کہ یہ فعل کے معنی میں ہوتے ہیں جیسے اِنَّ اور اَنَّ حَقَّقْتُ کے معنی میں ہیں کَاَنَّ شَبَّہْتُ کے معنی میں ہے لَیتَ تَمَنَّیْتُ کے معنی میں ہے اس لیے اس کو حرف تمنی کہتے ہیں اور لَعَلَّ تَرَجَّیْتُ کے معنی میں ہے اس لیے اس کو حرف ترجی کہتے ہیں اور لٰکِنَّ اِسْتَدْرَکْتُ کے معنی میں ہے۔

اِنَّ کی مثال:۔ اِنَّ اللہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اسم جلالت اس کا اسم اصطفیٰ فعل ہو ضمیر مستتر فاعل اٰدَمَ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر اِنَّ کی، اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اَنَّ کی مثال:۔ بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْداً مُنْطَلِقٌ، بَلَغَ فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ اَنَّ حرف مشبہ بالفعل زیداسم اور منطلق خبر سے مل کر بتاویل مفرد فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

فائدہ:۔ اِنَّ اور اَنَّ دونوں مضمون جملہ کی تحقیق کیلئے ہیں مگر ان میں قدرے فرق ہے علامہ عبدالرسول فرماتے ہیں:

اِنَّ واَنَّ کز بہر تحقیق اند فرقست اینقدر　　میکند مفتوحہ درتاویل مفرد جملہ را

یعنی اِنَّ اور اَنَّ تحقیق کیلئے ہیں ان میں اس قدر فرق ہے کہ مفتوحہ جملہ کو مفرد کی تاویل میں کر دیتا ہے۔

مضمون جملہ:۔ مضمون جملہ سے وہ مفہوم مراد ہے جو جملہ سے سمجھا جائے اور مضمون جملہ کی تحصیل کی دو صورتیں ہیں:

اول:۔ خبر اگر مشتق ہو تو اس کے مصدر کو فاعل یا مفعول کی طرف مضاف کر دینے سے جیسے اِنَّ زیداً قائم کا مضمون جملہ قِیَامُ زَیْدٍ ہے اور اِنَّ زیداً ضاربٌ عمراً کا مضمون ضَرْبُ عَمْرٍو ہے۔ تو کلمہ انَّ نے دونوں جگہ قیام زید اور ضَرب عمرو کو محقق و ثابت کر دیا ہے۔

دوم:۔ خبر اگر جامد ہو تو خبر کے آخر میں یائے نسبت اور تاءِ مصدری زائد کر کے مصدر جعلی بنا کر اس مصدر کو انّ کے اسم کی طرف مضاف کر دینے سے جیسے اِنَّ زَیْداً اَسَدٌ کا مضمون اَسَدِیَّۃُ زَیْدٍ ہے۔

کَاَنَّ کی مثال:۔ کَاَنَّ زَیْداً اَسَدٌ، کَاَنَّ حرف تشبیہ ہے اور تشبیہ کے معنی ہیں ایک شی ء کو دوسری شی ء کے ساتھ کسی وصف میں شریک کر دینا اسکی ترکیب اس طرح ہے کَاَنَّ حرف مشبہ بالفعل زیداً اس کا اسم اور اَسَدٌ خبر، یہ جملہ اسمیہ ہوا۔

فائدہ:۔ کلمہ کَاَنَّ بسیط ہے یعنی مرکب نہیں لیکن بعض کے نزدیک مرکب ہے مثلاً کَاَنَّ زیداً اسدٌ اصل میں اِنَّ زیداً کَاَسَدٍ تھا کاف کو مقدم کیا جس کی رعایت میں اِنَّ مکسورہ مفتوحہ ہو گیا۔ یعنی ان کے نزدیک کانّ مرکب ہے کاف اور انَّ سے۔

لیت کی مثال:۔ لَیْتَ زَیْداً حَیٌّ کاش کہ زید زندہ ہوتا، لَیْتَ حرف تمنی ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کے حصول کی محبت، خواہ حصول کی امید ہو یا نہ ہو، اسکی ترکیب سابقہ ترکیب کی مثل ہے لیکن یہ جملہ انشائیہ ہے۔

لٰکِنَّ کی مثال:۔ غَابَ زَیْدٌ لٰکِنَّ بَکْراً حَاضِرٌ، غَابَ فعل زیدٌ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا لکنَّ حرف مشبہ بالفعل بَکْراً اسم حاضرٌ خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

فائدہ:۔ لٰکِنَّ استدراک کیلئے ہے اور استدراک کے معنی ہیں کلام سابق سے پیدا شدہ وہم کو دور

کرنا اس لیے کلمہ لٰکِنَّ ایسے دو کلاموں کے درمیان آتا ہے جو کیف یعنی نفی اور اثبات میں باہم متغایر ہوتے ہیں۔ علامہ جامی فرماتے ہیں:

بہر استدراک لٰکِنَّ ہم بود در دو کلام کز رو معنی ست در کیف اختلاف اے پیشوا

یعنی اے پیشوا لکنّ استدراک کیلئے ہے یہ ایسے دو کلاموں میں آتا ہے جو از روئے معنی نفی و اثبات میں مختلف ہوتے ہیں۔

لَعَلَّ کی مثال:۔ لَعَلَّ عَمراً غَائِبٌ، لَعَلَّ حرف ترجی ہے ترجی کے معنی ہیں ایسے امر محبوب یا مکروہ کی امید کرنا جس کے حصول پر وثوق نہ ہو۔ ترکیب: لَعَلَّ حرف مشبہ بالفعل عمراً اس کا اسم اور غَائِبٌ خبر، حرف مشبہ بفعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

النوع الثالث

ناظم نے گذشتہ شعر میں اپنے قول ضد ما ولا سے اس قسم کی جانب اشارہ کیا ہے علامہ عبدالرسول فرماتے ہیں:

پس بلیس آمد مشابہ ماولا اندر عمل رافع اندر اسم ناصب در خبر شد بے خطا

یعنی ما اور لا عمل میں لیس کے مشابہ ہیں، اسم کو رفع اور خبر کو نصب کرتے ہیں۔

فائدہ:۔ ما اور لا کو لیس کے ساتھ دو باتوں میں مشابہت ہے اول نفی دوم مبتدا و خبر پر داخل ہونے میں لہٰذا یہ لیس کی مثل اسم کو رفع اور خبر کو نصب کرتے ہیں اور انکی مشابہت بلَیْسَ میں قدرے فرق ہے وہ یہ کہ ما کی مشابہت تامہ ہے کہ وہ لیس کی مانند حال کی نفی کا افادہ کرتا ہے اور لا کی مشابہت ناقصہ ہے کہ وہ مطلق نفی پر یا نفی استقبال پر دلالت کرتا ہے علی اختلاف القولین اور اسی فرق کی بنا پر ما معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہو کر لَیسَ کی مثل عمل کرتا ہے لیکن لا معرفہ پر داخل ہو کر عمل نہیں کرتا۔

ما کی مثال:۔ مَا ھٰذَا بَشَراً، یہ انسان نہیں ہے، مَا مشابہ بلیس ہذا اسم، بشرا خبر، ما اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لَا کی مثال:۔ لَا رَجُلٌ قَائِماً کوئی مرد کھڑا ہونے والا نہیں ہے، بترکیب مذکورہ۔

النوع الرابع

واوَ یا وَ ہمزہ و الا ایا و اَیٌ ھیا ناصب اسم اند پس ایں ہفت حرف اے مقتدا

اس نوع میں مذکور عامل جنس کے اعتبار سے مختلف ہیں اگرچہ تمام کا عمل ایک جیسا ہے

اول واؤ بمعنی مَعَ ہے جس کے مدخول کو مفعول معہ کہتے ہیں علامہ عبدالرسول فرماتے ہیں:

واؤ در معنی مع ناصب بود بر قول شیخ　　　　نام منصوبش بود مفعول معہ دائما

یعنی واؤ بمعنی مع شیخ کے نزدیک ناصب ہے اور اس کے منصوب کا نام ہمیشہ مفعول معہ ہے۔

واؤ کی مثال:۔ جَاءَ الْبَرْدُ وَ الْجُبَاتِ، جَاءَ فعل البرد فاعل واؤ بمعنی مع، الجبات مفعول معہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

سوال:۔ مفعول معہ کو واؤ بمعنی مع کے بعد ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب:۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مفعول معہ کو فعل کے فاعل کی معیت حاصل ہے جیسے مثال مذکور میں جُبّات کو جاڑے اور سردی کی معیت حاصل ہے۔

سوال:۔ مفعول معہ سے قبل واؤ کے بجائے لفظ مع کو کیوں ذکر نہیں کیا جاتا؟

جواب:۔ اختصار کے پیش نظر کہ مع دو حرفی ہے اور واؤ ایک حرفی۔

فائدہ:۔ عبدالقاہر کے نزدیک الجبات کا ناصب واؤ بمعنی مع ہے جبکہ جمہور کے نزدیک واؤ سے قبل جو عامل ہے وہی الجُبّات کا ناصب ہے یعنی جاءَ اور اخفش کے نزدیک مفعول معہ کلمہ مَعَ کی حرکت سے منصوب ہے، یعنی جب واؤ کو مع کی جگہ رکھا تو مع کی حرکت کو مابعد کی طرف منتقل کر دیا اور زجاج کے نزدیک واو کے بعد فعل مقدر ہوتا ہے جو مفعول معہ کو نصب کرتا ہے۔

دوسرا حرف ناصب کلمہ اِلَّا ہے شیخ کے نزدیک مستثنیٰ کا ناصب کلمہ اِلَّا ہے جو فعل اِستثنیٰ کے قائم مقام ہو کر مابعد کو نصب کرتا ہے لیکن نحات بصرہ کے نزدیک مستثنیٰ منہ کا عامل ہی مستثنیٰ کو نصب کرتا ہے اور کسائی کے نزدیک کلمہ اِلَّا کے بعد اَنَّ مقدر ہوتا ہے اور وہی مستثنیٰ کا ناصب ہے۔

مستثنیٰ کی تعریف:۔ مستثنیٰ وہ اسم ہے جسے ماقبل کے حکم سے نکالا گیا ہو اور وہ اِلَّا یا کسی دوسرے حرف استثناء کے بعد واقع ہو اور حرف استثناء کے ماقبل کو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں۔

اِلَّا کی مثال:۔ جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْداً، جاء فعل نون وقایہ یائے متکلم مفعول بہ القوم مستثنیٰ منہ الا حرف استثناء زیداً مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے مفعول بہ مقدم اور فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

فائدہ:۔ بعض نے کہا کہ جاء لازم ہے اور الی کی وجہ سے متعدی ہو گیا ہے یعنی جاء نی اصل میں جَاءَ اِلَیَّ تھا اس لیے اس کا مفعول آیا ہے ورنہ فعل لازم کا مفعول نہیں آتا لیکن علامہ سید غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو تکلف قرار دیا ہے کیونکہ جاء لازم و متعدی دونوں طرح آیا ہے کہا جاتا ہے جاء زید اور جِئْتُهٗ و جِئْتُ اِلَیْهِ کما قال ابو البقاء وجاء یتعدی بنفسه و بحرف الجر۔بقیہ

حروف یعنی یاء، ہمزہ، اَیَا، اَیْ، اور ھَیَا یہ حروف خمسہ حروف ندا ہیں جو منادیٰ مضاف، مشابہ مضاف اور نکرہ غیر معینہ کو شیخ کے نزدیک نصب کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ عبدالرسول فرماتے ہیں:

پنج باقی را بداں حرف ندا پس نصب شاں ۔۔۔ منادیٰ را بود مشروط باشرط ای فتا

یعنی نوع رابع کے باقی ماندہ پانچ حرف ندا ہیں جن کا نصب کرنا شرط کے ساتھ مشروط ہے۔

کہ بود یا خود مضاف یا مشابہ با مضاف ۔۔۔ یا بود نکرہ چوں یَا رَجُلًا یقول وی عمی

یعنی باقی ماندہ پانچ کا نصب دینا اس شرط سے مشروط ہے کہ منادیٰ مضاف ہو یا مشابہ مضاف یا نکرہ جیسے کور چشم کا قول یَارَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ اے کوئی مرد میرا ہاتھ پکڑ۔

یا کی مثال:۔ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَدْرِکْنِیْ اے اللہ کے رسول ﷺ میری دستگیری فرمائیں

یا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ لفظ رسول مضاف اسم جلالت مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مقصود بالندا مفعول بہ، اَدْعُوْ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا، ادرک فعل انت ضمیر فاعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ:۔ حروف ندا میں یاء اصل ہے اور ندائے قریب و بعید دونوں کیلئے آتی ہے اور کبھی مقدر بھی ہوتی ہے جیسے یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ای یا یوسف

ہمزہ کی مثال:۔ اَعَبْدَ اللّٰهِ صَلِّ ہمزہ حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ کے عبد مضاف اسم جلالت مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا، اَدْعُوْ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

صَلِّ صیغہ واحد مذکر امر حاضر انت مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ایا اور ھیا کی مثال:۔ اَیَا عَبْدَ اللّٰهِ اور ھَیَا عَبْدَ اللّٰهِ انکی ترکیب یارسول اللہ کی مثل ہے اور یہ دونوں منادیٰ بعید کیلئے ہیں۔

ای کی مثال:۔ اَیْ عَبْدَ اللّٰهِ اس کی ترکیب یارسول اللہ کی مانند ہے اور ہمزہ برائے ندا اور ای دونوں ندائے قریب کیلئے ہیں۔

فائدہ:۔ عبدالقاہر کے نزدیک حروف ندا فعل اَدْعُوْ کے قائم مقام ہو کر مابعد میں عامل ہیں سیبویہ کے نزدیک حروف ندا اگرچہ فعل کے قائم مقام ہیں مگر یہ مابعد میں عامل نہیں بلکہ عامل خود

فعل ہے اور ابوعلی کے نزدیک حروفِ ندا اسم فعل بمعنی اَدْعُوْ ہیں، اور یہی حروفِ اپنے مابعد کے عامل ہیں۔ چنانچہ مائۃ عامل عبدالرسول میں ہے:

کیں حروفِ ندا اسم را ناصب یقیں بر قول شیخ   نزدِ غیرش فعل نے الاّ و نے حرف ندا

یعنی شیخ کے نزدیک یہ سات حروف اسم کو نصب دیتے ہیں لیکن شیخ کے غیر کے نزدیک فعل نصب دیتا ہے نہ اِلاّ نہ حرف ندا۔

النوع الخامس

اَنْ وَلَنْ پس کَیْ اِذَنْ ایں چار حرف معتبر   نصب مستقبل کنند ایں جملہ دائم اقتضا

عوامل سماعیہ کی پانچویں نوع وہ حروف ہیں جو مضارع کو نصب دیتے ہیں پہلا کلمہ اَنْ ہے جو مضارع کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہوجاتا ہے علامہ عبدالرسول فرماتے ہیں:

نام ایں اَنْ مصدریہ کرد وضعِ اہل عرف   زانکہ در تاویل مصدر مینماید فعل را

یعنی اہل عرف کی اصطلاح میں اس اَنْ کا نام مصدریہ ہے کیونکہ یہ فعل کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔

اَنْ کی مثال:۔ اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ، اُرِیْدُ صیغہ واحد متکلم مضارع انا ضمیر مستتر فاعل اَنْ ناصبہ تقوم صیغہ واحد مذکر حاضر مضارع اَنْتَ ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا موصول، ان حرفی کا موصول ہمراہ صلہ کے بتاویل مفرد مفعول بہ، فعل اُرِیْدُ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لَنْ کی مثال:۔ لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ زید ہرگز نہیں نکلے گا، لَنْ حرف ناصب یَخْرُجَ فعل مضارع معلوم زیدٌ اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملیہ خبریہ ہوا۔

کَیْ کی مثال:۔ اسلمتُ کَیْ ادخل الجنۃ، میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں۔ اسلمت فعل بافاعل، کَیْ ناصبہ، ادخل فعل، انا فاعل، فعل بافاعل ومفعول فیہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ:۔ کوفیین کے نزدیک کلمہ کَیْ بمعنی اَنْ مصدریہ اپنے مابعد فعل کا ناصب ہے اخفش کے نزدیک کلمہ کَیْ ہمیشہ حرف جر ہوتا ہے اور مابعد فعل اَنْ مقدر کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے اور بصریین کے نزدیک کلمہ کَیْ بمعنی حرف جر ہوتا ہے جیسے جِئْتُ کَیْ اَنْ تُکْرِمَنِیْ اور کبھی حرف ناصب ہوتا ہے جیسے کَیْلَا تَاْسَوْا میں نونِ جمع کَیْ ناصب کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے۔

اذن کی مثال:۔ اِذَنْ اُکْرِمَکَ اس شخص کے جواب میں جس نے کہا آنَا اٰتِیْکَ غداً اِذَنْ حرف ناصب اکرمک فعل اَنَا فاعل کاف ضمیر منصوب مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

النوع السادس

اِنْ ولَمْ لَمَّا و لام امر و لائے نہی نیز ۔۔۔ ایں پنج حرف جازم فعلند ہر یک بیدغا

چھٹی قسم پانچ حروف ہیں جو فعل کو جزم کرتے ہیں۔

اِنْ کی مثال:۔ اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ، اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا۔

فائدہ:۔ ان شرطیہ جازمہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں۔گذشتہ مثال میں تضرب اپنے فاعل انت مستتر کے ساتھ مل کر جملہ شرطیہ ہے اور اَضْرِب انا ضمیر مستتر سے مل کر جملہ جزائیہ ہے۔

لم کی مثال:۔ لَمْ یَنْصُرْ زَیْدٌ، زید نے مدد نہیں کی، لَمْ جازمہ یَنْصُرْ فعل زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لَمَّا کی مثال:۔ لَمَّا یَنْصُرْ زَیْدٌ، ابھی تک زید نے مدد نہیں کی، اسکی ترکیب لَمْ یَنْصُرْ زَیْدٌ کی مثل ہے۔

لام امر کی مثال:۔ لِیَنْصُرْ زَیْدٌ چاہیے کہ زید مدد کرے، ترکیب حسب سابق ہے اور اس میں فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

لائے نہی کی مثال:۔ لَاتَنْصُرْ زَیْداً، زید کی مدد مت کر، لا برائے نہی تَنْصُرْ فعل مضارع معروف انت ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

النوع السابع

مَنْ ومَامَھْمَاواَیَّحَیْثُمَا اِذْمَا مَتٰی ۔۔۔ اَیْنَمَا اَنّٰی مُہ اسم جازمند مرفعل را

عوامل سماعیہ کی ساتویں قسم اسماء شرطیہ ہیں جو اِنْ کے معنی کو متضمن ہوتے ہیں اور فعل مضارع کو جزم کرتے ہیں اور یہ نو (۹) ہیں۔

سوال:۔ اِذا بھی معنی اِنْ کو متضمن ہو کر اسماء شرطیہ میں داخل ہے پھر اِذا کو کیوں نہیں شمار کیا گیا؟

جواب:۔ اس لیے کہ اِذا عمل نہیں کرتا اور یہاں پر ان اسماء شرطیہ کا بیان ہے جو عمل کرتے ہیں۔

مَنْ کی مثال:۔ مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ، جس کو تو مارے گا میں ماروں گا، مَنْ اسم شرط مفعول بہ مقدم تَضْرِبْ فعل

مضارع انت ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَضْرِبْ فعل اَنَا ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جزا۔

مَا کی مثال :۔ مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ جو تو کرے گا میں کروں گا، مَا اسم شرط مفعول بہ مقدم تفعل فعل انت پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَفْعَلْ فعل انا ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔

فائدہ :۔ ما اور من کے استعمال میں فرق ہے وہ یہ کہ مَنْ ذی عقل کیلئے ہے جیسے مَنْ اَنْتَ تو کون ہے، اور مَا غیر ذی عقل کیلئے ہے جیسے مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے؟ لیکن کبھی ایک دوسرے کی جگہ بھی استعمال ہوتے ہیں جیسے والسماء و ما بنٰھا میں ما بمعنی مَن ہے۔

مَھْمَا کی مثال :۔ مَھْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا، مہما اسم شرط تقعد صیغہ واحد مذکر فعل مضارع انت ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ شرط، اقعد فعل مضارع اَنَا ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔

اَیٌّ کی مثال :۔ اَیَّ شَیْءٍ تَاکُلْ اٰکُلْ جو تو کھائے گا میں کھاؤں گا اَیَّ شَیْءٍ مضاف با مضاف الیہ مفعول بہ مقدم تَاکُلْ اٰکُلْ کی ترکیب حسب سابق ہے۔

فائدہ :۔ کلمہ اَیٌّ ذوی العقول کیلئے ہے اور اسکو اضافت لازم ہے لیکن لحوق ما کے وقت اضافت سے مستغنی ہو جاتا ہے جیسے اَیًّامَا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں۔ اور اسمائے شرط میں صرف یہی معرب ہے باقی سب مبنی ہیں اور اس کے معرب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی اضافت مفرد کی طرف لازم ہے اور اضافت الی المفرد اسم متمکن کے خواص میں سے ہے اور اسم متمکن معرب ہے اس لیے یہ بھی معرب ہے۔

حَیْثُمَا کی مثال :۔ حَیْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ جہاں کا تو قصد کرے گا میں قصد کروں گا حَیْثُمَا اسم شرط مفعول فیہ مقدم باقی ترکیب حسب سابق ہے۔

فائدہ :۔ لفظ حیث ظرف مکان ہے اور یہ جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے لیکن ما کے اتصال کے بعد حیثما شرط کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔

اِذْمَا کی مثال :۔ اِذْمَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ جب تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا۔

اذما اسم شرط مفعول فیہ مقدم بقیہ ترکیب حسب سابق۔

مَتٰی کی مثال :۔ مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ جب تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہوں گا، متٰی اسم شرط مفعول فیہ مقدم

بقیہ ترکیب حسب سابق۔

اَیْنَمَا کی مثال:۔ اَیْنَمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ جس جگہ تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا، اینما اسم شرط مفعول فیہ مقدم تقعد اقعد کی ترکیب گذر چکی ہے۔

اَنّٰی کی مثال:۔ اَنّٰی تَقْعُدْ اَقْعُدْ جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا، اس کی ترکیب گذر چکی ہے اور اینما اور اَنّٰی دونوں مکان کیلئے آتے ہیں۔

النوع الثامن

ناصبِ اسم منکَّر نوع ہشتم چار اسم — ہست چوں تمیز باشد آں منکَّر ہر کجا
اولیں لفظ عَشَر باشد مرکب با اَحَد — ہم چنیں تا تِسع تِسعین برشمر ایں حکم را

عوامل سماعی کی آٹھویں قسم اسم نکرہ کو نصب کرنے والے چار اسم ہیں جہاں کہیں بھی وہ نکرہ ہو پہلا لفظ انکا لفظ عشر ہے جبکہ وہ اَحَدْ کے ساتھ مرکب ہو اور ننانوے تک یہی حکم شمار کرو۔

مثال عشر کی:۔ رَأَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَباً، رأیت فعل با فاعل اور احد عشر مرکب امتزاجی ممیز کوکبا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر رأیت کا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

باز ثانی کَم چو استفہام باشد نے خبر — ثالث ایشاں کَاَیِّن رابع ایشاں کَذَا

دوسرا کم ہے جو استفہامیہ ہو نہ کہ خبریہ ان کا تیسرا کَاَیِّنْ ہے اور ان کا چوتھا کَذَا ہے۔

کَمْ کی مثال:۔ کَمْ رَجُلاً عِنْدَکَ تیرے پاس کتنے مرد ہیں، کم استفہامیہ ممیز رجلاً تمیز، ممیز با تمیز مبتدا عند مضاف کاف ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ثابت کا مفعول فیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

فائدہ:۔ کم عدد مبہم کیلئے موضوع ہے جس کی دو قسمیں ہیں استفہامیہ بمعنی اَیُّ عَدَدٍ اور خبریہ بمعنی کثیر۔

کم استفہامیہ:۔ جس کے ساتھ کسی معدود کے بارے میں پوچھا جائے جیسے کم رجلا عندک یہ کم مضاف نہیں ہوتا اور اس کا مابعد تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے اور اس کے بعد عموماً صیغہ خطاب ہوتا ہے۔

کَمْ خبریہ:۔ جس سے کسی معدود کی خبر دی جائے جیسے کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ میں نے بہت سارے گھر بنائے ہیں یہ کم مضاف ہوتا ہے اور اس کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے اور اس کے بعد عموماً واحد متکلم کا صیغہ آتا ہے تو قسم اول یعنی کم استفہامیہ تمیز کو نصب کرتا ہے

کَاَیِّنْ کی مثال:۔ کَاَیِّنْ رَجُلاً عِنْدِیْ میرے پاس بہت سے مرد ہیں، کَاَیِّنْ ممیز ناصب رجلاً تمیز، ممیز باتمیز مبتدا عِنْدِیْ مضاف ومضاف الیہ ثابت کا مفعول فیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ:۔ کَاَیِّنْ کاف تشبیہ اور اَیٍّ سے مرکب ہے اور بوقت ترکیب تنوین بصورت نون لکھی جاتی ہے جیسے ارشاد باری تعالی ہے وَ کَاَیِّنْ مِنْ قَرْیَۃٍ لیکن اس کے ہر جز کے معنی افرادی ختم ہو گئے ہیں اور یہ مرکب بمعنی کم خبریہ ہوگیا ہے اسکی تمیز اکثر مِنْ کے ساتھ مجرور ہوتی ہے جیسے وَ کَاَیِّنْ مِنْ قَرْیَۃٍ اور کبھی منصوب ہوتی ہے جیسے کاَیِّنْ رجلاً لقیتُ

کَذَا کی مثال:۔ قبضتُ کَذَا دِرْھَماً میں نے اتنے درہم لیے قبضتُ فعل با فاعل کذا ممیز درھما تمیز، ممیز باتمیز مفعول بہ، جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ:۔ کَذَا کاف تشبیہ اور ذَا اسم اشارہ سے مرکب ہوکر لفظ واحد بن گیا ہے جب یہ عدد سے کنایہ ہوتو تمیز کو نصب کرتا ہے اور کبھی اس پر حرف تنبیہ بھی داخل ہوتا ہے جیسے اَھٰکَذَا عَزْ شُکِ میں اور کبھی یہ غیر عدد سے بھی کنایہ ہوتا ہے جیسے صُمْتُ یَوْمَ کَذَا میں نے فلاں دن روزہ رکھا۔

النوع التاسع

نہ بود اسمائے افعال کزاں شش ناصبند	دُوْنَکَ بَلْہَ عَلَیْکَ حَیَّھَلْ باشد و ھَا
پس رُوَیْدَ باز رافع اسم ہیہات داں	باز شَتَّانَ است وَسَرْعَانَ یاد گیر ایں بیتہا

عوامل سماعی کی قسم نہم اسمائے افعال ہیں جن میں سے چھ ناصب ہیں یعنی دُوْنَکَ بَلْہَ عَلَیْکَ حَیَّھَلْ اور ھَا پھر رُوَیْد۔ پھر اسم کے رافع ھَیْھَاتَ، پھر شَتَّانَ، سَرْعَانَ ہیں یہ ابیات یاد کرلو۔

وجہ تسمیہ:۔ عوامل سماعی کی یہ قسم چونکہ ذات کے اعتبار سے اسم ہے اور معنی کے اعتبار سے فعل اس لیے اس قسم کو اسم الفعل کہتے ہیں، چونکہ اسماء افعال کے عمل کا سبب یعنی انکا بمعنی فعل ہونا متحد تھا تو گویا کہ یہ عمل میں متحد ہیں اس لیے اسماء رافعہ اور ناصبہ کو نوع واحد شمار کیا ہے یا نام میں متحد ہونے کی وجہ سے۔

سوال:۔ ان اسماء کو نو (۹) میں منحصر کرنا درست نہیں اس لیے کہ مَہْ بمعنی رک جا، صَہْ بمعنی خاموش ہوجا، آمِیْن بمعنی قبول کر وغیرہ بھی اسمائے افعال ہیں۔

جواب:۔ شیخ کی مراد یہ ہے کہ اسم ظاہر میں عمل کرنے والے اسمائے افعال نو ہیں اور سوال میں ذکر کیے

گئے اسمائے افعال اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتے اس لیے ان کو ذکر نہیں کیا اور کہا کہ وہ نو (۹) ہیں۔

دُوْنَکَ کی مثال:۔ دُوْنَکَ زَیْداً، دُوْنَ اصل میں ظرف مضاف ہے لیکن اب بمعنی فعل امر یعنی بمعنی خُذْ ہوگیا ہے چونکہ اسمائے افعال میں تاکید اور مبالغہ کے معنی ہوتے ہیں اس لیے دُوْنَکَ زَیْداً کے معنی ہیں تو زید کو ضرور پکڑ، دونک اسم فعل انت پوشیدہ فاعل زیداً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

بَلْہَ کی مثال:۔ بَلْہَ زیداً، بَلْہَ بمعنی دَعْ ہے یعنی تو زید کو ضرور چھوڑ۔ بَلْہَ اسم فعل انت ضمیر فاعل زیدا مفعول بہ، اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ بَلْہَ، اجتماع ساکنین سے بچنے اور تحصیل خفت کیلئے مبنی بر فتح ہے۔

عَلَیْکَ کی مثال:۔ عَلَیْکَ زَیْداً، عَلَیْکَ بمعنی اَلْزِمْ ہے، یعنی تو زید کو لازم پکڑ۔
عَلَیْکَ اسم فعل انت فاعل زیداً مفعول بہ یہ جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

حَیَّهَلْ کی مثال:۔ حَیَّهَلَ الصَّلٰوۃَ، لام کے فتح سے نہ کسرہ سے کیونکہ کسرہ سکون لام کی فرع ہے اور سکون بدون ضرورت قافیہ جائز نہیں۔ نماز کیلئے ضرور آؤ۔ اسکی ترکیب حسب سابق ہے۔
یہ اصل میں حَیَّ بمعنی اَقْبِلْ اور هَلَا سے مرکب ہے بعد میں الف کو حذف کر دیا گیا ہے۔

هَا کی مثال:۔ هَا زَیْداً، زید کو خوب پکڑ لے۔ هَا اسم فعل انتَ پوشیدہ فاعل زیداً مفعول بہ، جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ یہ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب کیلئے یکساں مستعمل ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ هَا تین طرح استعمال ہوتا ہے: (۱) بطور ضمیر منصوب متصل و مجرور متصل جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا۔ اول ضمیر منصوب اور دوم وسوم ضمیر مجرور ہے۔ (۲) برائے تنبیہ، جیسے هٰذا هااَنْتُمْ اول میں اسم اشارہ کے شروع میں ہائے تنبیہ اور ثانی میں ضمیر کے شروع میں۔
(۳) اسم فعل بمعنی خُذْ، جیسے هَاؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَهْ میں هاء اسم فعل بمعنی خُذْ ہے۔

رُوَیْدَ کی مثال:۔ رُوَیْدَ زَیْداً، زید کو خوب مہلت دو، گذشتہ ترکیب کی مثل اسکی ترکیب کرلو۔

فائدہ:۔ رُوَیْدَ اصل میں اِرْوِدَاذ تھا جو باب افعال کا مصدر ہے حروف زوائد کو حذف کر کے اسکو مُصَغَّر بنا دیا گیا تو رُوَیْدَ ہوا۔ یہ کلمہ کبھی مفعول مطلق بلا اضافت بھی واقع ہوتا ہے جیسے ارشاد باری اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدَ یہاں لفظ رُوَیْدَ مفعول مطلق ہے اور کسی کی طرف مضاف نہیں ہے۔

هَیْهَاتَ کی مثال:۔ هَیْهَاتَ زَیْدٌ، زید بہت بعید ہوا۔ هَیْهَاتَ بمعنی بَعُدَ اسم فعل، زید فاعل،

فعل بافاعل جملہ فعلیہ ہوا۔ یہ اصل میں ہَیْہَیَتَ تھا، یائے دوم الف ہوگئی۔

شَتَّانَ **کی مثال**:۔ شَتَّانَ زَیْدَانِ، دونوں زید ایک دوسرے سے خوب جدا ہوئے، شَتَّانَ اسم فعل زَیْدَانِ فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا اس کا مرفوع مثنیٰ یا مثنیٰ کا ہم معنی ہوتا ہے جمع نہیں ہوتا۔

سَرْعَانَ **کی مثال**:۔ سَرْعَانَ زیدٌ، زید نے بہت جلدی کی، سرعان اسم فعل زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

النوع العاشر

نوع عاشر سیزدہ فعلند کایشاں ناقصند ۔۔۔ رافع اسمند و ناصب در خبر چوں مَا ولَا

کَانَ صَارَ اَصْبَحَ اَمْسٰی اَضْحٰی ظَلَّ بَاتَ ۔۔۔ مَافَتِیءَ مَادَامَ مَاانْفَکَّ لَیْسَ باشد از قفا

مَابَرِحَ مَازَالَ و افعالے کزینہا مشتقند ۔۔۔ ہر کجا بینی ہمیں حکم ست در جملہ روا

عوامل سماعی کی دسویں قسم تیرہ افعال ہیں جنکو افعال ناقصہ کہتے ہیں یہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مَا اور لَا کی مانند، اور وہ افعال کان وغیرہ اور ان کے مصادر سے باقی مشتقات ہیں یہ جہاں بھی ہوں انکا یہی حکم ہے۔

فائدہ:۔ چونکہ عَاضَ وغیرہ قلیل الاستعمال ہیں اس لیے شیخ نے ان کو افعال ناقصہ میں شمار نہیں کیا ورنہ افعال ناقصہ تیرہ سے زیادہ ہیں۔

کان **کی مثال**:۔ کَانَ زَیْدٌ قَائِماً، زید کھڑا تھا۔ کان فعل ناقص زید اسکا اسم اور قائما خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ ناقصہ ہوا۔

فائدہ:۔ فعل دو قسم پر ہے تام اور ناقص

فعل تام کی تعریف:۔ فعل تام وہ ہے جو فاعل کیلئے اپنے مصدر کو ثابت کرے جیسے ضرب زید میں ضَرَبَ فعل تام ہے جس نے زید کیلئے اپنے مصدر یعنی ضَرْب کو ثابت کیا ہے۔

فعل ناقص کی تعریف:۔ فعل ناقص وہ ہے جو فاعل کیلئے اپنے مصدر کے علاوہ کوئی صفت ثابت کرے جیسے کَانَ زید قائماً میں فعل کان نے زید کیلئے صفت قیام کو ثابت کیا ہے صفت کَونْ کو ثابت نہیں کیا جو کان کا مصدر ہے۔

وجہ تسمیہ:۔ چونکہ یہ افعال لازم ہونے کے باوجود تنہا فاعل یعنی اسم کے ساتھ تام نہیں

ہوتے یعنی فائدہ تامہ نہیں دیتے اس لیے ان کو افعال ناقصہ کہتے ہیں۔

اقسام کان:۔ کان کی چار قسمیں ہیں اول ناقصہ بقیہ اس شعر میں مذکور ہیں۔

ہم ردیف صار آمداے برائے انتقال   تامہ در معنیٰ وُجِدَ زائدہ ہم گرد دروا

یعنی کان کی تین قسمیں ہیں (۱) صار کا مرادف یعنی انتقال کیلئے۔(۲) تامہ بمعنی وُجِدَ جیسے کَانَ مَطَرٌ بارش ہوئی۔(۳) کان زائدہ جس کا عدم معنیٰ مقصود میں مخل نہیں ہوتا جیسے ارشاد باری تعالیٰ کَیفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا ہم اس سے کیسے بات کریں جو پالنے میں بچہ ہے۔ یعنی اس ارشاد میں کان معنیٰ ماضی کا مفید نہیں ورنہ استبعاد کا محل نہ رہے گا۔

صار **کی مثال:**۔ صَارَ زَیدٌ غَنِیًّا زید مالدار ہو گیا۔ گذشتہ ترکیب کی مثل ترکیب ہے اور صار کبھی تامہ بمعنیٰ رَجَعَ ہوتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ وَاِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ میں تَصِیْرُ اسی معنیٰ میں ہے یعنی اللہ کی طرف تمام امور لوٹتے ہیں، اسی لیے تَصِیْرُ کی خبر نہیں ہے۔

اصبح **کی مثال:**۔ اَصْبَحَ زَیْدٌ مُسَافِرًا، زید صبح کے وقت مسافر ہو گیا۔ اصبح فعل ناقص زید اسم مسافراً خبر، جملہ فعلیہ ناقصہ ہوا۔

اَمْسٰی **کی مثال:**۔ اَمْسٰی زیدٌ کاتباً، زید شام کو کاتب بن گیا۔ گذشتہ ترکیب کی مثل ہے۔

اَضْحٰی **کی مثال:**۔ اَضْحٰی زَیْدٌ حَاکِماً زید صبح کے وقت حاکم بن گیا۔ اسکی ترکیب بھی گذشتہ ترکیب کی مثل ہے۔

ظَلَّ **کی مثال:**۔ ظَلَّ زَیْدٌ قَائِماً زید کھڑا رہا۔ یہ باب سمع سے فعل ماضی ہے۔

بَاتَ **کی مثال:**۔ بَاتَ زَیْدٌ نَائِماً زید سوتا رہا۔ یہ باب ضَرَبَ اور فَتَحَ سے آتا ہے۔

مَافَتِیءَ **کی مثال:**۔ مَافَتِیءَ زَیْدٌ اَمِیْراً زید ہمیشہ امیر رہا۔ صحیح فَتِیءَ ہمزہ سے ہے نہ یاء سے۔

مَادَامَ **کی مثال:**۔ اِجْلِسْ مَادَامَ زَاھِدٌ جَالِساً تو بیٹھ زاہد کے بیٹھے رہنے تک، اجلس صیغہ امر انت مستتر اس کا فاعل، ما مصدر یہ موصول حرفی دام فعل ناقص زاھد اسم جالسا اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر، دام اپنے اسم اور خبر سے مل کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد مضاف الیہ ہوا وقت مقدر کا، مضاف با مضاف الیہ مفعول فیہ ہوا فعل اجلس کا، اجلس اپنے فاعل اور مفعول فیہ

سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مَاانْفَکَّ کی مثال:۔ مَاانْفَکَّ زیدٌ صابراً، زید ہمیشہ صابر رہا۔

مَابَرِحَ کی مثال:۔ مَابَرِحَ عَمْرٌو اَمِیْراً، عمرو ہمیشہ امیر رہا۔

مَازَالَ کی مثال:۔ مَازَالَ زَیْدٌ فَقِیْراً زید ہمیشہ فقیر رہا۔

فائدہ:۔ یہ چاروں افعال، ناقصہ اس وقت ہوتے ہیں جب ان کے شروع میں لفظاً یا تقدیراً حرف نفی ہو اور حرف نفی کی تقدیر مضارع کے ساتھ خاص ہے جبکہ وہ قسم میں واقع ہو جیسے تَاللّٰہِ تَفْتَؤُ تَذْکُرُ یُوْسُفَ ای لَاتَفْتَؤُ اللہ کی قسم تم ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہو گے۔

لَیْسَ کی مثال:۔ لَیْسَ زَیْدٌ عالِماً، زید عالم نہیں ہے۔ جمہور کے نزدیک لیس فعل ہے یہ اصل میں لَیِسَ بروزن فَعِلَ تھا یاء کو خلاف قیاس ساکن کر دیا گیا اور اس کے فعل ہونے کی دلیل تائے تانیث اور ضمائر مرفوع کا اس سے اتصال ہے جیسے لَیْسَتْ، لَسْتَ

سوال:۔ کان کے مرفوع کو اسم کان کہتے ہیں فاعل کیوں نہیں کہتے؟

جواب:۔ اس لیے کہ یہ حقیقت میں فاعل نہیں ہوتا بلکہ خبر کا مصدر مضاف بجانب اسم حقیقت میں کان کا فاعل ہوتا ہے کیونکہ کان زید قائما کے معنی ہیں ثَبَتَ قِیَامُ زَیْدٍ فِی الْمَاضِیْ

النوع الحادی عشر

دیگر افعال مقارب در عمل چوں ناقصند   هست آں گاد کَرُب باأوْشَکَ دیگر عَسٰی

عوامل سماعی کی گیارہویں قسم افعال مقاربہ ہیں جو عمل میں افعال ناقصہ کی مثل ہیں یعنی کاد، کَرَب، اوشک اور عسٰی یہ اصل ہیں اور کچھ ان کے ملحقات بھی ہیں مثلاً جَعَلَ طَفِقَ اَخَذَ وغیرہ۔

وجہ تسمیہ:۔ یہ چاروں افعال چونکہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خبر کا حصول اسم کیلئے قریب ہے اس لیے ان کو افعال مقاربہ کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ حصول قرب کی تین قسمیں ہیں اول یہ کہ حصول خبر کا قرب باعتبار امید متکلم ہو اس کیلئے عسٰی ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ امید ہے کہ زید عنقریب نکلے گا۔ عسٰی فعل مقارب زید اس کا اسم ان ناصبہ یخروج فعل ھو ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر

بتاویل مفرد خبر، فعل مقارب اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

دوم یہ کہ حصول خبر کا قرب باعتبار جزم متکلم ہو اس کیلئے کَادَ ہے جیسا کہ شاعر نے کہا

کَادَ آمد بہر ایں معنی کہ خبرش عنقریب ــــ میشود حاصل بوفق جزم قائل اسم را

یعنی کاد اس معنی کیلئے آیا ہے کہ اس کی خبر عنقریب اسم کو حاصل ہو جائے گی قائل کے جزم و یقین کے مطابق جیسے کَادَ زید یخروج، کاد فعل مقارب زید اسم یخروج فعل ھو ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ محلاً منصوب خبر، کاد اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

سوم یہ کہ متکلم کو اس بات پر جزم ہو کہ فاعل نے تحصیل خبر شروع کر دی ہے اس کیلئے کَرَبَ بفتح راا اور اَوْشَکَ ہے۔

کَرَبَ **کی مثال:** کَرَبَ زید یخروج قریب ہے کہ زید نکلے اس کی ترکیب کاد کی مثل ہے۔

اوشک **کی مثال:**۔ اوشک زید یخروج قریب ہے کہ زید نکلے کیونکہ اس نے خروج کے مقدمات شروع کر دیے ہیں مثلاً مجلس سے اٹھنا لباس پہننا وغیرہ۔ اوشک فعل مقارب زید فاعل جملہ یخرج بتاویل مفرد خبر۔

عَسٰی **کی مثال:**۔ عَسٰی زید ان یخروج، زید کا نکلنا قریب ہے۔ عسٰی فعل، زید اسکا اسم ان موصول حرفی یخروج فعل ھو فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ سے مل کر بتاویل مفرد خبر، جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

النوع الثانی عشر

دیگر افعال یقین و شک بود کاں بر دو اسم ــــ چوں در آید ہر یکے منصوب سازد ہر دو را

خِلْتُ باشد با عَلِمْتُ پس حَسِبْتُ با زَعَمْتُ ــــ پس ظَنَنْتُ با رَاَیْتُ پس وَجَدْتُ بیخطا

عوامل سماعی کی بارہویں قسم افعال شک و یقیں ہیں یہ دو اسموں پر داخل ہو کر دونوں کو نصب کرتے ہیں اور وہ افعال یہ ہیں: خِلْتُ عَلِمْتُ حَسِبْتُ زَعَمْتُ ظَنَنْتُ رَاَیْتُ وَجَدْتُ

خِلْتُ **کی مثال:**۔ خِلْتُکَ اَمِیناً میں نے تجھے امین خیال کیا، خِلْتُ فعل با فاعل کاف ضمیر مفعول اول اَمِیناً مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

عَلِمْتُ **کی مثال:**۔ عَلِمْتُ زَیْداً فَاضِلاً، میں نے زید کو فاضل جانا۔

زَعَمْتُ **کی مثال:**۔ زَعَمْتُ زَیْداً کریماً میں نے زید کو سخی گمان کیا۔

ظننت **کی مثال:**۔ ظننت زیداً فاضلاً میں نے زید کو فاضل گمان کیا۔

رأیت کی مثال:۔ رأیت اللہ غفارا ، میں نے اللہ تعالیٰ کو معاف کرنیوالا دیکھا۔
وَجَدْتُ کی مثال:۔ وَجَدْتُ رَبِّیْ رَحِیْماً ، میں نے اپنے رب کو رحیم پایا۔
ان تمام کی ترکیب خِلْتُکَ اَمِیْنا جیسی ہے۔

فائدہ:۔ مذکورہ بالا افعال میں سے شک کیلئے کون کونسے ہیں اور یقین کیلئے کون سے؟ علامہ جامی فرماتے ہیں:

مر یقین را شد علمت با وجدت با رأیت ... بہر ظن خلت و حسبت چوں ظننت اے پیشوا
پس زعمت گاہ بہر ظن بود گاہے یقین ... ہم بود معنی دگر مر بعض ایں افعال را

یعنی عَلِمْتُ اور وَجَدْتُ اور رَأَیْتُ یقین کیلئے ہیں اور خِلْتُ ، حَسِبْتُ اور ظَنَنْتُ ظن کیلئے اور زَعَمْتُ کبھی ظن کیلئے اور کبھی یقین کیلئے آتا ہے اور ان میں سے بعض افعال کے دوسرے معنی بھی ہیں اور اس معنی کے وقت یہ متعدی بیک مفعول ہوتے ہیں چنانچہ علامہ جامی فرماتے ہیں:

پس ظننت میشود گاہے بمعنی اِتَّھَمْتُ ... چوں عَلِمْتُ گاہ در معنی عَرَفْتُ اے فتا
ہمچناں مفہوم اَبْصَرْتُ شود معنی رَأَیْتُ ... ہم وَجَدْتُ ہست در معنی اَصَبْتُ اے کدخدا

یعنی ظننت کبھی اِتَّھَمْتُ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے عَلِمْتُ کبھی عَرَفْتُ کے معنی میں ہوتا ہے اس طرح معنی رَأَیْتُ کا اَبْصَرْتُ ہوجاتا ہے اور وَجَدْتُ اَصَبْتُ کے معنی میں ہے۔

فائدہ:۔ لفظ خدا جو خود اور آ سے مرکب ہے بمعنی خود آنے والا یعنی جو اپنی ہستی اور وجود میں کسی کا محتاج نہیں اس لفظ سے جب کوئی دوسرا لفظ ملا ہوا نہ ہو تو اس کا اطلاق ذات باری کے غیر پر جائز نہیں لیکن دوسرے لفظ کے اتصال کے وقت غیر ذات باری پر اس کا اطلاق درست ہے جیسے دِہْ خدا اور کَدْ خدا یہاں کَدْ خدا بمعنی صاحب ہے۔

النوع الثالث عشر

رافع اسمائے جنس افعال مدح وذم بود ... چار باشد نِعْمَ بِئْسَ سَاءَ آنکہ حَبَّذَا

عوامل سماعی کی تیرہویں قسم اسمائے جنس کو رفع دینے والے چار افعال مدح وذم ہیں یعنی نِعْمَ بِئْسَ سَاءَ حَبَّذَا

اسم جنس کی تعریف:۔ اسم جنس وہ ہے کہ جس کے اجزاء ایک جیسے ہوں اور تاء کے بغیر قلیل وکثیر پر صادق آئے جیسے تُرَاب مَاءٌ زَیْتٌ اور کلمۂ اور کلمۃ تاء کے ساتھ بمعنی ایک کلمہ ہے۔

نِعْمَ کی مثال:۔ نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ ، خوب مرد ہے زید۔ نِعْمَ فعل مدح اَلرَّجُلُ اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم اور زید مخصوص بالمدح مبتدا موخر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ مخصوص بالمدح وہ ہے جس کی تعریف کی گئی ہو۔

نِعْمَ کا استعمال:۔ نِعْمَ فعل مدح اور بِئْسَ فعل ذم ہے ان کا استعمال تین طرح آتا ہے جو درج ذیل ہے:

فاعل ایں ہر دو باشد یا کہ ذوا اللام اسم جنس	یا مضاف سوئے ذواللام ست فاعل ایں دورا
یا ضمیر مبہم مفرد کہ تمیزش بود	نزد اکثر نکرۂ منصوبہ مفرد مطلقا
بعد فاعل نام او مخصوص بالمدح ست وذم	فعل با فاعل خبر مخصوص باشد مبتدا

(۱) ان کا فاعل معرف باللام اسم جنس ہوگا جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زیدٌ خوب مرد ہے زید بِئْسَ الرجل زید برا مرد ہے زید ان دونوں مثالوں میں لفظ الرجل اسم جنس فاعل ہے جس کے شروع میں لام تعریف ہے۔ (۲) ان کا فاعل معرف باللام کی جانب مضاف ہوگا جیسے نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زیدٌ یا بِئْسَ صاحب القوم زید خوب صاحب قوم ہے زید، برا صاحب قوم ہے زید، ان میں لفظ صاحب فاعل ہے جو القوم معرفہ بلام کی طرف مضاف ہے۔ (۳) ضمیر مبہم مستتر ان کا فاعل ہوگی جس کی تمیز نکرہ منصوبہ مفردہ ہوگا جیسے نِعْمَ رَجُلاً زَیْدٌ اور بِئْسَ رَجُلاً زَیْدٌ ان میں فاعل ضمیر ہو ہے اور رجلاً بنا بر تمیز منصوب ہے کیونکہ وہ ضمیر مبہم ہے اور ان کے مابعد کا نام مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم ہے جو مبتدا ہوتا ہے اور فعل با فاعل اسکی خبر۔

فائدہ:۔ نِعْمَ اصل میں نَعِمَ تھا فا کلمہ کو عین کی موافقت میں کسرہ دیا پھر عین کو برائے تخفیف ساکن کر دیا اس کے فعل ہونے کی دلیل لحوق تائے تانیث ہے جیسے نِعْمَتِ الْمَرْأَۃُ ھِنْدٌ، تائے تانیث فعل میں اگرچہ ساکن ہوتی ہے مگر یہاں التقائے ساکنین کی وجہ سے متحرک ہوگئی ہے۔

بِئْسَ کی مثال:۔ بِئْسَ فعل ذم ہے اصل میں بَئِسَ تھا نِعْمَ کی مثل اس میں تبدیلی ہوئی ہے جیسے بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ برا ہے مرد زید اسکی ترکیب نِعْمَ الرَّجُلُ کی مثل ہے۔

سَاءَ کی مثال:۔ سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو برا ہے مرد عمرو اس کی ترکیب سابق کی طرح ہے صرف یہ فرق ہے کہ عمرو مخصوص بالذم مبتدا ہے اور نعم الرجل زید کا زید مخصوص بالمدح مبتدا ہے۔

حَبَّذَا کی مثال:۔ حَبَّذَا زیدٌ، خوب ہے زید، حَبَّ فعل مدح ذَا اس کا فاعل فعل بمع فاعل خبر مقدم زید مخصوص بالمدح مبتدا، جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

عوامل قیاسیہ

بعد ازاں ہفت قیاسی اسم فاعل مصدر اسم مفعول و مضافے وفعل باشد مطلقا ست

یعنی عوامل قیاسی سات ہیں: اسم فاعل، مصدر، اسم مفعول، مضاف اور فعل خواہ وہ کوئی فعل ہو یعنی لازم ہو یا متعدی ہو۔

بیان اسم فاعل:۔ اسم فاعل وہ ہے جو اس ذات کیلئے مشتق کیا گیا ہو جس کے ساتھ فعل قائم ہے جیسے زَیْدٌ ضَارِبٌ غُلَامُہٗ عمراً، زید مبتدا ضارب اسم فاعل غلامہ مضاف با مضاف الیہ فاعل، عمرا مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مبتدا و خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

عمل:۔ اسم فاعل اپنے فعل والا عمل کرتا ہے یعنی فعل متعدی سے ہو تو متعدی والا اور لازم سے ہو تو فعل لازم والا عمل کرتا ہے جیسے زید قَائِمٌ اَبُوْہٗ، زید مبتدا قَائِمٌ اسم فاعل ابوہ مضاف با مضاف الیہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر مبتدا کی خبر ہوا۔

فائدہ:۔ اسم فاعل کے عمل کیلئے ضروری ہے کہ وہ بمعنی حال یا استقبال ہو اور مبتدا وغیرہ پر اعتماد کیے ہوئے ہو یعنی مبتدا، موصول، موصوف، ذوالحال، حرف نفی اور حرف استفہام میں سے کوئی ایک اسم فاعل سے پہلے ہو اور بعض کے نزدیک حرف ندا پر بھی اعتماد کے بعد اسم فاعل عمل کرتا ہے۔

فائدہ:۔ اسم فاعل معرف بلام اسمی ہو تو بہر صورت عمل کرتا ہے خواہ ماضی یا حال یا استقبال کے معنی میں ہو یا اعتماد کرنے والا نہ ہو۔

بیان مصدر:۔ صیغے نکلیں جس سے مصدر اس کو جان اس کے آخر دن ہو یا تن ای جوان

عمل:۔ مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل والا عمل کرتا ہے یعنی اس کا فعل لازم ہو تو فاعل کو رفع کرتا ہے جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ، اَعْجَبَ فعل نون وقایہ یائے متکلم مفعول بہ قیام مصدر مضاف زید مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے مفعول بہ مقدم اور فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا، اور اگر اس کا فعل متعدی ہو تو اسم فاعل اپنے فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب کرتا ہے جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زیدٍ بکراً، اعجب فعل نون وقایہ یائے متکلم مفعول بہ، ضرب مصدر اپنے مضاف الیہ اور مفعول سے مل کر فاعل۔ اور مصدر اگر مفعول مطلق ہو تو عمل فعل کرتا ہے۔

فائدہ:۔ مذکورہ مثالوں میں مصدر لازم اور متعدی لفظ زید کی طرف مضاف ہیں اور لفظ زید مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے لیکن معنًی مرفوع ہے کیونکہ زید دونوں مثالوں میں مصدر کا فاعل ہے۔

اسم مفعول کا بیان:۔ اسم مفعول وہ ہے جو اس ذات کیلئے مشتق کیا گیا ہو جس پر فعل واقع ہوا ہے۔

عمل:۔ اسم مفعول فعل مجہول والا عمل کرتا ہے جبکہ بمعنی حال یا استقبال ہو اور امور مذکورہ میں سے کسی پر اعتماد بھی کرتا ہو جیسے زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ غلامُہٗ، زید مبتدا مضروب اسم مفعول غلام مضاف ضمیر مضاف الیہ اس کا نائب فاعل اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا و خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مضاف کا بیان:۔ مضاف وہ اسم ہے جو دوسرے اسم کی طرف نسبت کیا گیا ہو جیسے غلام زید میں غلام مضاف ہے یعنی زید کی طرف نسبت کیا گیا ہے بمعنی زید کا غلام۔

مضاف کا عمل:۔ مضاف بتقدیر حرف جر مضاف الیہ کو کسرہ دیتا ہے جیسے غلامُ زیدٍ جو اصل میں غلامٌ لِزَیْدٍ ہے۔ لام کو حذف کر کے غلامُ زیدٍ بولا گیا۔

سوال:۔ اگر مضاف حرف جر مقدر کی وجہ سے عمل کرتا ہے تو حرف کو متضمن ہونے کی وجہ سے مضاف کو مبنی ہونا چاہیے۔

جواب:۔ مضاف حرف کو متضمن نہیں بلکہ اس پر دال ہے اور حرف جر خود حکما موجود ہے اس لیے کہ حرف جر کا عمل باقی ہے اور وہ مضاف الیہ کا مجرور ہونا ہے۔

فعل کا بیان:۔ فعل وہ کلمہ ہے جو معنی مستقل پر دلالت کرے اور اس سے کوئی زمانہ مفہوم ہوتا ہو۔

عمل:۔ ہر فعل خواہ لازم ہو یا متعدی، فاعل کو رفع کرتا ہے جیسے قَامَ زَیْدٌ اور ضَرَبَ عَمْرٌو، قَامَ فعل لازم ہے اور ضَرَبَ فعل متعدی ہے اور فعل متعدی فاعل کو رفع کرنے کے علاوہ مفعول بہ کو نصب بھی کرتا ہے اور یہ دونوں حال وغیرہ چھ اسموں کو نصب کرتے ہیں۔

فعل لازم کی تعریف:۔ لازم وہ فعل ہے جو فاعل پر تمام ہو جائے یعنی مفعول بہ تک نہ پہنچے جیسے قَامَ زَیْدٌ میں قَامَ فعل لازم ہے جو فاعل سے مل کر مکمل ہو گیا ہے۔

فعل متعدی کی تعریف:۔ متعدی وہ فعل ہے جو فاعل سے متجاوز ہو کر مفعول بہ تک پہنچے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْراً میں ضَرَبَ متعدی ہے کہ فاعل سے متجاوز ہو کر مفعول بہ تک پہنچ گیا ہے یعنی ضرب کا تعلق زید اور عمرو دونوں سے ہے۔

ہفتم اسم تام باشد ناصبِ تمیز را   پس صفت باشد کہ اُو مانندِ اسمِ فاعلست

یعنی عوامل قیاسیہ میں سے ایک صیغہ صفت ہے جو کہ اسم فاعل کی مثل ہے ساتواں اسم

تام ہے جو تمیز کو نصب کرتا ہے۔

صفت مشبہ کی تعریف:۔ صفت مشبہ وہ ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اس کا مصدر اس کے فاعل کیلئے بطور دوام واستمرار ثابت ہے جیسے یُوْسُفُ حَسَنٌ میں حسن یوسف کیلئے ہمیشہ ثابت ہے۔

عمل:۔ صفت مشبہ فعل لازم والا عمل کرتی ہے یعنی فاعل کو رفع کرتی ہے جیسے زَیْدٌ جَمِیْلٌ غُلَامُهٗ زید کا غلام خوبصورت ہے۔ زید مبتدا جمیل صفت مشبہ غلام مضاف ضمیر مضاف الیہ سے مل کر فاعل، صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا و خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ چنانچہ مائۃ عامل عبدالرسول میں ہے:

پس صفت ہم میکند اَخذِ عمل از فعل خویش   اندر آں مضمر کہ باشد مرجعش موصوفہا

یعنی صفت مشبہ بھی فعل لازم سے عمل لیتی ہے اور اس ضمیر میں عمل کرتی ہے جس کا مرجع صفت کا موصوف ہوتا ہے۔

یا بمظہر کہ تعلق ہست با موصوف وے   نیز شرطست اعتماد آمد براں شش چیزہا

یا صفت مشبہ اس مظہر میں عمل کرتی ہے جس کا صفت کے موصوف کے ساتھ تعلق ہوتا ہے نیز اس میں مذکورہ اشیاء میں سے الف لام کے علاوہ کسی چیز پر اعتماد ضروری ہے۔

سوال:۔ کیا صفت مشبہ الف لام پر اعتماد کر کے عمل کرتی ہے؟

جواب:۔ نہیں اس لیے کہ اس پر داخل الف لام بمعنی اسم موصول نہیں ہوتا۔

سوال:۔ اس صفت کو صفت مشبہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب:۔ اس لیے کہ نحوی اس کو مثنی، مجموع مذکر و مؤنث ہونے میں اسم فاعل کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔

اسم تام:۔ اسم تام وہ ہے جو ایسی حالت میں ہو کہ اس حالت پر ہوتے ہوئے اس کی اضافت نہ ہو سکے جیسا کہ علامہ جامی فرماتے ہیں:

ہست معنئ تمامش آنکہ او را سوئے غیر   شد اضافت با یکے زیں چار اشیاء ناروا

اور وہ چار اشیاء یہ ہیں: (۱) تنوین ملفوظہ جیسے عندی رطل زَیْتاً یا تنوین مقدرہ سے جیسے عِنْدِیْ مَثَاقِیْلُ زَیْتاً اور تنوین مقدرہ غیر منصرف میں ہوتی ہے جیسے مثاقیل غیر منصرف ہے۔ (۲) نون جمع جیسے هل نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالاً یا مشابہ نون جمع جیسے عندی عشرون درهماً (۳) نون تثنیہ جیسے عندی قفیزان برّاً میرے پاس دو قفیز گندم ہے۔ (۴) اضافت جیسے ما فی السماء قدر راحۃٍ سَحَاباً اس میں قَدْرُ اسم تام باضافت ہے۔

اسم تام کا عمل:۔ اسم تام تمیز کو نصب دیتا ہے بشرطیکہ اسم تام میں ابہام ہو علامہ عبدالرسول فرماتے ہیں:

در یکے زیں اسم تام ابہام وضعی ہست اگر   بہر رفعش میکند ناچار تمیز اقتضاء

یہی وجہ ہے کہ زیدٌ اسم تام باتنوین ہے لیکن اس کی تمیز نہیں آتی کہ اس میں ابہام نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ اگر اسم تام کی قسموں میں سے کسی میں ابہام وضعی ہو تو اس کو رفع کرنے کیلئے یہ چار اسم تام تمیز کا تقاضا کرتے ہیں اور فعل کے ساتھ تمامیت میں مشابہت کی وجہ سے تمیز کو نصب دیتا ہے۔

العوامل المعنوية

عاملِ فعلِ مضارع معنوی باشد بداں   ہم چنیں معنی بود عامل یقیں در مبتدا

دولت و اقبال و جاہ شاہزادہ برکمال   در تضاعف باد دائم ختم کردم بر دُعا

فعل مضارع کا عامل معنوی ہوتا ہے آگاہ رہو اسی طرح مبتدا میں بالیقین معنوی عامل ہوتا ہے۔

وجہ تسمیہ:۔ انکو عامل معنوی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دل سے جانے جاتے ہیں اور انکی معرفت میں زبان کا دخل نہیں ہوتا۔

اقسام عامل معنوی:۔ عامل معنوی کی دو قسمیں ہیں اول ابتدا یعنی اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا، یہ مبتدا و خبر کو رفع کرتا ہے، جیسے زیدٌ منطلق، زید مرفوع بعامل معنوی مبتدا ہے اور منطلق اپنے فاعل سے مل کر مرفوع بعامل معنوی خبر، مبتدا و خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

علامہ عبدالرسول فرماتے ہیں:

عامل اندر مبتدا از عامل لفظی خلو   مبتدا اندر خبر عامل بود یا ابتدا

ہر دو را عامل بود لفظی بیک قول ضعیف   مبتدا اندر خبر عامل خبر در مبتدا

مبتدا کا عامل اس کا عامل لفظی سے خالی ہونا ہے جس کو ابتدا کہتے ہیں اور خبر میں عامل مبتدا یا ابتدا ہے، اور ایک قول ضعیف میں دونوں کا عامل لفظی ہے یعنی مبتدا خبر میں عامل ہے اور خبر مبتدا میں۔

دوم مضارع کا ناصب و جازم سے خالی ہونا یہ فعل مضارع کو رفع کرتا ہے جیسے یَضْرِبُ زَیْدٌ، یَضرب فعل مضارع مرفوع بعامل معنوی فعل اور زید اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا علامہ جامی فرماتے ہیں:

رافع فعل مضارع بر طریق کوفیاں   خالی از جازم و ناصب بودنش داں اے فتا

اے جواں معلوم کر لے کہ کوفیین کے نزدیک فعل مضارع کا جازم و ناصب سے خالی ہونا اس کو رفع کرنے والا ہے۔

Dars e Nizami Tanzeem ul Madaris

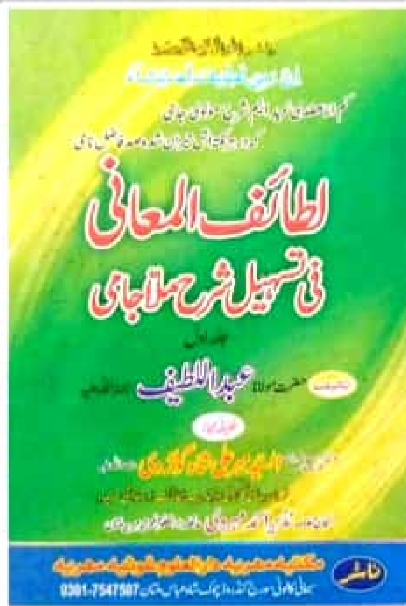
اللهم اختم لی بالخیر، واغفرلی ولوالدی وللمؤمنین

بحرمة سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

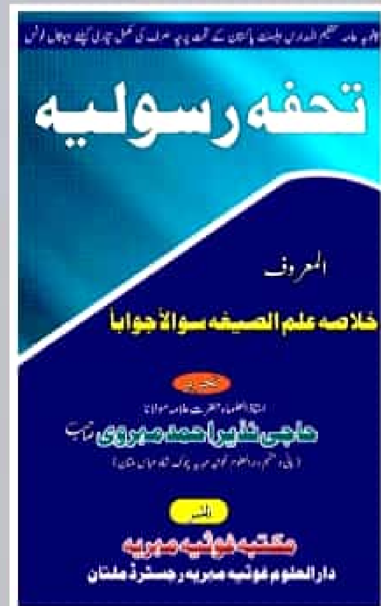
Ghousia Mehria Multan

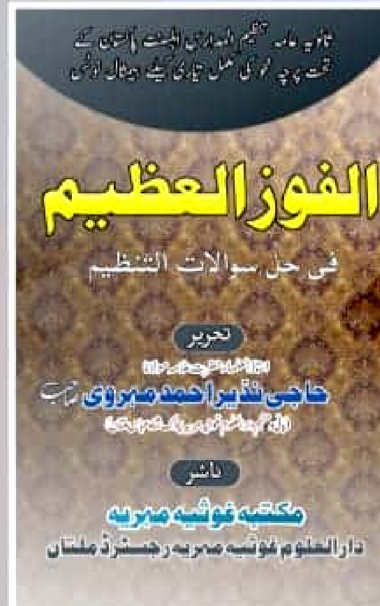
مصنف کی دیگر تصنیفات

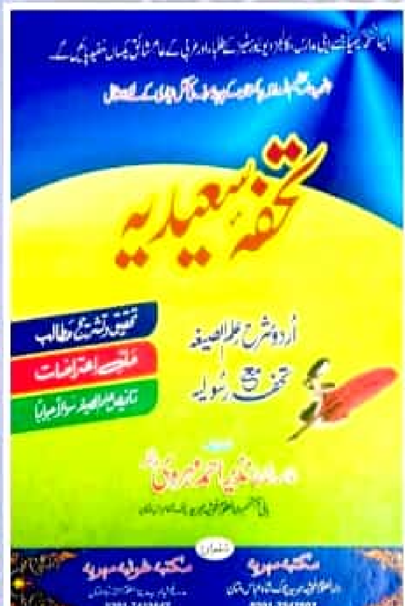




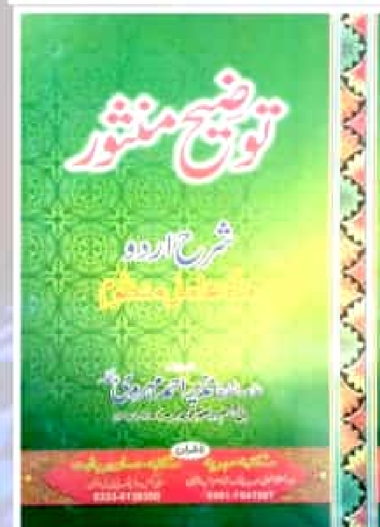














مکتبہ غوثیہ مہریہ

دار العلوم غوثیہ مہریہ رجسٹرڈ ملتان